ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol8 No.3 2024

”انارکلی“(مرزاحامدبیگ)میں مذکوراشخاص واماکن کامطالعہ

Shabana Bashir Ahmad
M. Phil Scholar Dept. of Urdu, Riphah International University Faisalabad.
shabanabashirahmad@gmail.com
Gulshan shahzadi
M. Phil Scholar, Dept. of Urdu, Riphah International University Faisalabad.
missgulshanshazadi@gmail.com
Dr. Asif Awan
Director Advance Studies, FSSH, Riphah International University, Faisalabad.
asif.awan@riphahfsd.edu.pk

Abstract:
This study delves into the characters and locations depicted in Mirza Hameed Baig's renowned literary work, "Anarkali." The novel, set against the historical backdrop of the Mughal era, intricately weaves a narrative that blends fiction with reality, offering a unique perspective on the legendary tale of Anarkali. Through a detailed analysis of the characters, including the enigmatic Anarkali, Emperor Akbar, Prince Salim, and other key figures, the study explores the complex interpersonal dynamics, the socio-political environment of the time, and the influence of these elements on the unfolding of the story. Additionally, the study examines the significant locations that serve as the novel's setting, such as the royal palaces, markets, and the historical sites of Lahore, providing insights into how these places contribute to the atmosphere and authenticity of the narrative. This analysis aims to shed light on the historical and cultural significance of the characters and places in "Anarkali," highlighting the novel's contribution to Urdu literature and its portrayal of Mughal history.

Keywords: Anarkali, Mughal Era, Urdu Literature, Historical Fiction, Lahore, Emperor Akbar

ناول میں سوانحی دستاویزی رجحان رفتہ رفتہ پختہ ہوتا چلا گیا اور چند ایسے ناول منظرِ عام پر آئے جنہیں بجا طور پر نمائندہ سوانحی دستاویزی ناول قرار دیا جا سکتا ہے۔ اُردو ناول کو آج کی ترقی یافتہ شکل میں لانے میں ان ناولوں کے کردار بہت اہمیت کا حامل ہے۔ مرزا حامد بیگ کا دستاویزی ناول جس کا زمانہ تحریر ۲۷ مارچ ۱۹۸۶ء تا ۱۳ جون ۲۰۱۷ء ہے۔ یہ ناول عالمی شہرت کی حامل مصورہ صغریٰ ربابی (۱۹۲۲ء۔۱۹۹۶ء) کی ایک شاہ کار پینٹنگ ”انارکلی“ کی بنیاد پر وجود میں آیا جسے آل انڈیا پینٹنگ کے مقابل (۱۹۴۰ء) میں اول انعام کا حق دار قرار دیا گیا۔ مصنف نے تصویر میں برتے گئے سیا رنگ کو رنج والم اور سرخی کو خونِ ناحق کی علامت قرار دیتے ہوئے اس میں ”انارکلی“ کی روح پھونک دی۔(۱)

ناول ”انارکلی“ کے کردار:

1۔ مرزا شہریار (مغلئی آنکھوں والا مغل شہزادہ)

2۔ مرزا شہریار (تاریخ کا ریسرچ اسکالر، پی ایچ۔ڈی کا مقالہ لکھ رہا ہے۔)

3۔ ہُدہُد (مرزا شہریار کا دوست)، (،مسعود احمد)

4۔ راجا رسالو (اسکرپٹ رائٹر)

5۔ ڈاکٹر سرجیت کور (پروڈیوسر)

6۔ شازیہ عرف شازی (انار کی کلی)

7۔ ڈاکٹر نذیر برلاس (جگت استاد)

8۔ ڈاکٹر لوباخ

9۔ رابرٹ

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol8 No.3 2024

10۔ ناطے قد والا سنی (خوش وضع نوجوان ابھرتا ہوا ٹی وی اداکار) شہابی رنگت والا

11۔ میر نسیم ظفر صاحب (آثار قدیمہ کے ماہر)

12۔ نجمہ بیگم (اداکارہ)

13۔ مدیحہ (نیلی آنکھوں والی نجمہ بیگم کی بیٹی)

14۔ صفیہ (صلح جو عورت)

ثانوی کردار:

1۔ سٹاف ٹیکنشنز

2۔ لڑکیاں (رقص کرنے والی)

3۔ کیمرہ مین

کتاب کا تعارف:

کوہ مری، گھوڑا گلی، ایوبیہ اور پہاڑی سلسلوں، پس منظر میں لکھا جانے والا یہ ناول قدرتی مناظر کے لحاظ سے اپنی مثال آپ ہے۔ اس میں عورت کے کردار کو "انار کلی" کے سراپے میں ڈھال کر اُسی دور کو کچھ اسطرح دہرایا گیا ہے کہ پڑھنے والا محسوس کرتا ہے کہ وہ اُسی دور میں زندہ ہو کر سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ وہ مُغل دور جس کی شان و شوکت عروج پر تھی۔ ناول میں کرداروں کو مُغل دور کے کرداروں سے کچھ اس طرح مماثل کیا گیا ہے کہ اس دور میں بھی مغل دور کا سراپا نظر آتا ہے۔ عورت کی مظلومیت بیان کی گئی ہے کہ جس طرح کا سلوک انار کلی سے اُس دور میں ہوا، وہ آج کے دور میں بھی تازہ ہے۔

ڈاکٹر سُرجیت کور جو کہ سردار جاوید حیات مرحوم (آئی سی ایس) کی شریک حیات ہیں جن کی ایک بیٹی شازیہ عرف شازی (انار کی کلی ہے) "انار کلی" پر ایک فلم بنانا چاہتی ہیں اور ایک ٹیم کو تشکیل دیتی ہیں جس ٹیم (Team) میں شامل افراد، ہُدہُد، راجا رسالو، (اسکرپٹ رائٹر) میر نسیم ظفر صاحب (آثار قدیمہ کے ماہر) مسعود احمد، ہُدہُد، امریکن باپ بیٹا، ڈاکٹر لوباح، گٹار سٹ رابرٹ، (ناٹے قد والا ابھرتا ہوا اداکار سَنی) نجمہ بیگم اور اُن کی بیٹی مدیحہ (اداکارہ) صفیہ، ٹیکنیشن سٹاف، کیمرہ مین، رقص والی لڑکیاں اور چند ایک دوسرے کردار ہیں جن کی مدد سے یہ ناول پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ (۲)

موضوعِ فلم:

شاہی قلعہ لاہور میں رامائن کے ہیرو رام چندر جی کے بیٹے لوہ کا چراغ جلتا رہا تھا۔ جسے اکبر اعظم نے بجھنے نہیں دیا۔

شہر لاہور کی سینہ در سینہ روائیت ہے کہ لوہ کا چراغ تو جلتا رہا لیکن تین سو اکانوے سال پہلے (۱۵۹۹) میں لاہور کے اُسی شاہی قلع میں ایک غریب الوطن کنیز انار کلی کو زندہ در گور کر دیا گیا۔

کانفرنس کا مقصد ایک ایسا خاکہ ابھارنے کی کوشش تھی جس سے تاریخی حقیقت کو بیان کیا جاسکا۔ اُس تاریخ کے المیے کو ہم محسوس کر سکیں اور ہماری فلم یونٹ سے متعلقہ تمام ارکان کار، مکالمہ نگار، ہدایت کار، موسیقار، گائیک، کوریوگرافر اور کیمرہ مین اس خاکے میں خوبصورت رنگ بھر سکیں۔ سب سے پہلے یہاں لاہور شہر کا تذکرہ کیا جائے گا۔

لاہور

شہر لاہور اور شاہی قلعہ (عہدِ اکبری) ۱۵۸۴ء تا ۱۵۹۹ء کا وہ زمانہ جو اکبر نے بیشتر لاہور میں گذارا اس کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ:

"بھگوان وِشنو کے ساتویں اوتار، رام چندر جی کے بیٹے لَوہ نے یہ شہر بسایا تھا لیکن سب سے پرانی تاریخ اس سے متعلق البیرونی کی تاریخ الہند ہے جو آج سے نو سو انہتر سال پہلے محمود غزنوی کے لاہور پر حملے کے نو یا دس سال بعد کی تصنیف ہے۔ عالمگیری گیٹ سے قلعۂ لاہور میں داخل ہوتے وقت دائیں

طرف شہزادہ لَوہ کا مندر اُس کی یاد تازہ کرتا ہے۔ اس نسبت سے قدیم وقتوں میں شہر لاہور "لَوہ کوٹ" کہلایا۔"(۳)

رینالڈ کی کتاب Fragments میں لاہور کو (کوٹ آورد) درج کیا گیا ہے:

"آور "سنسکرت کے لفظ آورنا کی بگڑی ہوئی صورت ہے جس کے معنی قلعہ ہیں یعنی "لَوہ کا قلعہ "عہد غزنوی کے مشہور شاعر ابو الفراج نے اس کو "لَوہ آور" بھی کہا، مقیم سید علی ہجویری نے اپنی کتاب کشف المحجوب میں اسے لہانور لکھا۔"(۴)

تیرھویں صدی میں امیر خسرو نے قرآن السعدین میں اس کو "لہانور" ہی کہا۔

گلاب سنگھ کے دور میں شہزادہ لَوہ کی حکومت کو زوال آیا تو پنجاب کا دار الحکومت سیالکوٹ منتقل کر دیا گیا اور شہر لاہور اُجڑ گیا جب دوبارہ آباد ہوا تو محمود غزنوی نے جلا دیا پھر محمود غزنوی کے محبوب غلام نے مسعود غزنوی کے دور میں اس کو دوبارہ آباد کیا گیا۔ پھر وحشی چنگیز خان، تیمور لنگ ظہیر الدین بابر، نادر شاہ اور احمد شاہ ابدالی نے اپنی اپنی باری بھری لیکن یہاں کے سخت جاں لوگ ہر حال میں جیے۔

دسمبر ۱۹۲۳ء میں قلعہ لاہور میں تہہ خانے کی کھدائی کے دوران ملنے والی ہڈیاں مہاتما بدھ، سوری اور آریاؤں سے بھی پہلے کی ہیں۔ اسی طرح قلعے کے دیوان عام کے سامنے حضوری باغ کی کھدائی کے دوران معلوم ہوا کہ ۱۵۶۶ء جلال الدین محمد اکبر کے پختہ تعمیر کردہ قلعے کی بنیاد کچھ اینٹوں پر رکھی گئی تھی جیسے سلطان مبارک شاہ نے تعمیر کروایا تھا۔ عہدِ اکبری میں یہ وقتاً فوقتاً تعمیر ہوتا رہا۔

لاہور میں اکبر کا چودہ سالہ قیام افغان شورشوں اور سوتیلے بھائی مرزا حکیم کی پے درپے بغاوتوں کے سبب رہا۔ افریقہ سے ہو کر ہندوستان آنے والے برطانوی سیاح سینٹ تھامس ہربرٹ لکھ ۱۶۲۶ء میں لکھتا ہے:

"لاہور کا مقابلہ اگر ہندوستان کے کسی شہر سے ہو سکتا ہے تو وہ صرف اکبر آباد ہے۔ لاہور کی آب و ہوا سال کے آٹھ ماہ تک نہایت خوش گوار رہتی ہے۔ بازار خوب بارونق اور پختہ ہیں جنہیں دریائے راوی کے پانی کے ذریعے دھو کر صاف رکھا جاتا ہے۔ لاہور کی قابلِ دید عمارات میں قلعہ، محلات، حمام، تالاب، باغات اور بعض عہدِ اکبری میں شہر لاہور سے اکبر آباد تک شیر شاہ سوری روڈ پر تیس سو میل تک ایلم، ایش اور شہتوت کے درخت لگائے گئے ہیں۔ ہر آٹھ میل کے فاصلے پر آرام دہ سرائے موجود ہے۔ قلعۂ لاہور کے بارہ چور دروازے ہیں جن میں سے تین کا مونہہ شہر اور نو کا جنگل کی طرف ہے اور اب صرف ایک دروازہ کھلا رہتا ہے جو ڈیڑھ گوروار جن اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کی سمادھی کے مقابل ہے۔ ۲۴ جنوری ۱۵۵۶ء کی شام شہنشاہ ہند نصیر الدین ہمایوں قلعۂ دین پناہ کی سیڑھیوں سے سَر کے بل افغان باغیوں کا راہ روکنے کے لئے لاہور سے کچھ فاصلے پر کلانور میں خیمہ زن تھا۔ اس حادثے کے آٹھویں دن دلّی میں ہمایوں انتقال کر گیا۔"(۵)

اکبر:

آئینِ اکبری میں اقوال کے ضمن میں مولوی محمد فدا علے صاحب طالب رقمطراز ہیں:

"بادشاہوں کو چار چیزوں سے کنارہ کش ہو کر اپنی زندگی بسر کرنا چاہیے، اول زیادتی شکار، دوسرے دوامی لہو ولعب، تیسرے شبانہ روز کی مستی اور غفلت، چوتھے درشت کلامی۔"(۶)

اُسی دن جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی کے نام سے اکبر کی تخت نشینی ہوئی اِسی دن کی یاد میں اکبر نے کلانور میں ایک پختہ چبوترہ اور ایک باغ لگوایا۔ پانی پت کے میدان میں سمیو تھال کو شکست مانکوٹ کے قلعہ میں سکندر سُوری ست ہتھیار ڈلوالیئے۔ یہ اکبر کا لڑکپن تھا جب وہ فتح پور سیکری میں ایک ویران مقام پر غور و فکر میں محو پایا گیا وہ زرتشتیوں، پروہتوں اور جوگیوں سے بہت متاثر تھا۔ بیرم خاں جو اکبر کے اتالیق تھے روایت ہے۔

حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol8 No.3 2024

اکبر جنگل کی طرف گیا لیکن تھوڑی دیر بعد اُس کا گھوڑا خالی واپس آیا تو بیرم خان کو تجسس ہوا کہ کوئی حادثہ نہ ہو گیا ہو۔ جب وہ واپس جنگل میں گیا تو اُس کے استفسار پر اکبر نے بتایا کہ وہ واپس محل نہیں جانا چاہتا کیونکہ اُسے شاہی جاہ و جلال کھوکھلا دکھائی دیتا ہے۔ اُسے سکونِ قلب کی تلاش ہے اور وہ انسانوں پر حکومت کرنے سے ہاتھ نہیں آئے گا۔

اکبر کا آغازِ شباب جب اُس نے ۱۵۵8ء میں اکبر آباد یعنی آگرہ کو دارالخلافہ بنایا اور مویشی ذبح کرنے سے روکا، بچپن کی شادی ممنوع قرار دی اور سَتی کی رسم کو ختم کیا۔ اکبر کے آغاز شباب کا یہ تاثر تادم مرگ قائم رہا۔ حیران کن۔

عہدِ جہانگیری میں برطانوی تاجر ولیم منچ ہندوستان میں نیل کی فروخت کے سلسلے میں شہر شہر گھوما اور سکندرہ پہنچ کر دیکھا کہ ہندو مسلم دونوں اکبر کے مقبرے کی زیارت کر رہے تھے۔

عہد اکبری میں مذہبی فضا بہت تھی اب میر صاحب عہد اکبری میں مذہبی فضا سے متعلق بتانا شروع کرتے ہیں۔ ملا عبدالقادر بدیوانی نے اسے "دینِ الٰہی" کا نام دیا۔

تمام مغل بادشاہ پابندِ صوم و صلوۃ نہیں تھے لیکن تھے مسلمان اور اُن میں اورنگزیب جیسی کٹر مذہبیت دیکھنے کو ملی لیکن جلال الدین اکبر مختلف تھے۔ ملا عبدالقادر بدیوانی کی "منتخب التواریخ" کے مطابق اکبر، جو مذہبی علماء کی تعظیم کرتا تھا۔ اُن کو اعلیٰ عہدوں پر فائز کرتا تھا لیکن ۱۵۷۵ء میں فتح پور سیکری میں موجود شیعہ، حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی اور علماء کے مباحث میں اکبر نے یہ جانا کہ "تقلید" تاریکی ہے اور آزاد خیالی تحقیق۔

یوں مغل دربار میں "قال اللہ" و "قال رسول اللہ کی" جگہ علماء سو" نے لے لی۔ ۱۵۷۷ء میں اکبر خود کو ایک روحانی پیشوا خیال کرنے لگا۔ ۱۵۷۸ء کو شادی ہال کے مقام پر اُس نے گوشت خوری، لہسن اور پیاز کھانا ترک کر دیا۔

اکبر آباد میں قادری قادریوں کے سامنے اپنے بیٹے مراد سے انجیل کے کلمات پڑھائے۔ اکبر آباد میں گرجا گھر کی تعمیر اور عبدالقادر بدایوانی سے فارسی میں "سیرتِ مسیح" تصنیف کروانے کے بعد مہدوی عقیدہ کے ابوالفضل سے مشورہ کر کے ۱۵۷۹ء میں فتح پور سیکری میں جمعہ کا خطبہ دیا اور مذہبی اُمور میں اکبر کو "امام عادل" قرار دے دیا گیا۔ ۱۵۸۲ء میں اکبر نے اللہ کی وحدانیت کے ساتھ خود کو ایک "روحانی مرشد" میں ڈھال لیا۔ اس سے آٹھ سال پہلے ابوالفضل کے اشارے پر کٹر سنی العقیدہ ملا عبدالقادر بدایوانی کو شاہی مسجد اکبر آباد کا امام مقرر کرنے کے ساتھ اُس کو جبر اُرامائن، اتھر وید اور مہابھارت کے فارسی تراجم کرنے پر بھی مامور کیا تھا لیکن اُس نے ۱۵۹۵ء میں تین جلدوں میں اپنی "منتخب التواریخ" بھی مکمل کر لی جو اُس کی وفات کے بعد ۱۶۱۵ء میں سامنے آئی لیکن اُس نے اکبر کی مخالفت میں جھوٹ نہیں بولا۔

دربارِ اکبری کے صدر الصدور مفتی شیخ عبدالرحمٰن اور مفتی عبداللہ سلطان پوری نے دینِ الٰہی کے خلاف دو فتاویٰ دیئے جبکہ ابوالفضل نے آئین اکبر اور اکبر نامہ میں دین الٰہی کو رُوحانی انجمن کا نام دیا۔ یہ سن کر دین الٰہی کے ایک ابتدائی پیروکار نے "شیخ تاج الدین" نے برملا اکبر کو سجدہ واجب کرنے کا اعلان کیا اور پہلا سجدہ بھی اسی نے کیا۔

اکبر نے اتوار کو مقدس دن قرار دیا اور پھر حاجی ابراہیم سے فتویٰ لے کر دینِ الٰہی کے پیروکاروں سے کہا کہ داڑھیاں صاف کروا دیں۔ شیر اور چیتے کا گوشت حلال جبکہ سونا اور ریشمی کپڑے مردوں کو پہننے کی کوئی ممانعت نہ ہو گی۔ اس دین الٰہی میں ابوالفضل خلیفہ تھا جس کی بناء پر شیخ عبدالغنی اور شیخ سلطان پوری نے دربار سے رشتہ توڑ لیا تھا اکبر نے دونوں کو زبردستی حج پر روانہ کر کے واپس نہ آنے کا حکم نامہ جاری کر دیا تھا۔

مرزا حامد بیگ کی کتاب انار کلی کا مقصد:

مغل بادشاہ جلال الدین اکبر کے ہندوستان میں شاہی قلعہ کی ایک کنیز نادرہ جو ایران میں پیدا ہوئی یا ملک ترکستان میں وہ کسی تجارتی قافلے کے ہمراہ ہندوستان چلی آئی وہ بہ طور کنیز شاہی قلعہ لاہور تک پہنچی، تصدیق مشکل ہے۔ البتہ جب وہ جوان ہوئی تو اکبر نے اُس کے حُسن و جمال کے باعث اُس کو انار کلی کا خطاب دیا اور داخلِ حرم کیا۔

سوال یہ ہے کہ وہ کس انجام کو پہنچی؟ لیکن شاہی قلعہ کے در و دیوار چپ ہیں، انار کلی کے مقبرے سے ملحق باغ انار کلی پر بے شمار عمارات اٹھا دی گئیں۔ کیا انار کلی کو شہزادہ سلیم سے بے لوث محبت کے صلے میں زندہ در گور کر دیا گیا۔ عہد، اکبری کا مؤرخ تو خاموش ہے۔ شاہی مؤرخ "بادشاہ نامہ" کا

HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol8 No.3 2024

مصنف ملا عبدالحمید لاہوری اور "عمل صالح" کا مصنف بھی خاموش ہے۔ اکبر کا سب سے سرِ فہرست مخالف ملا عبدالقادر بدایونی "منتخب التواریخ" میں انار کلی پر چپ ہے۔

"توزکِ جہانگیری" انار کلی کے ذکر سے کیوں خالی ہے؟ اگر انار کلی کا وجود نہیں تھا تو پھر جہانگیر کے دور میں تعمیر ہونے والا وہ عظیم الشان مقبرہ کس کا ہے۔ جو شہر لاہور جنوب میں موجود ہے؟

لاہور سے ملتان کو جانے والی سڑک کے دائیں طرف پنجاب سول سیکر ٹریٹ کی قدیم عمارات میں کرشن نگر کی طرف موڑ کاٹتے ہوئے سول سیکر ٹریٹ کی جنوبی مغربی دیوار سے ایک سپیدی مائل گنبد دکھائی دیتا ہے کوئی نہیں سوچتا اس مصروف زندگی میں کہ وہ گنبد اپنے اندر کیا راز سمیٹے ہوئے ہے۔

ڈاکٹر سرجیت کور نے کہا کہ اب بحث انار کلی کے حوالے سے بڑھ گئی ہے مگر پہلے شہزادہ سلیم کا تذکرہ ضروری ہوگا۔ ڈاکٹر نذیر براس بولے کہ اکبر کے تاریخ نگاروں نے جان بوجھ کر اس واقعے / تذکرے سے پہلو تہی کیا۔ جبکہ انار کلی کے دیوار میں زندہ چنوا دیئے جانے کے دس سال بعد جہانگیر کے حکم سے مقبرے کی تعمیر ہوئی۔(۷)

انار کلی معہ مقدمہ ڈاکٹر رئیس رقمطراز ہیں:

> "واقعہ انار کلی ایک ایسے دور میں لکھا گیا جب ادب اور ہماری تہذیبی زندگی میں دو دھارے ساتھ ساتھ بہہ رہے تھے ان میں سے ایک کو رومانیت اور دوسرے کو غفلت یا حقیقت پسندی کا نام دیا جاسکتا ہے۔"(۸)

"انار کلی" مرزا حامد بیگ میں موجود اشخاص اور اماکن درج ذیل ہیں:

سیاسی شخصیات:

1- آلارڈ جنرل
2- ابوسید خان
3- احمد شاہ اکبر بادشاہ
4- ادھم خان
5- انی رائے (ہندو سردار)
6- اُودے سنگھ
7- باز بہادر
8- بھگوان داس
9- بیربل راجہ
10- بیرم خان
11- پرویز مرزا
12- تاریخ سیالکوٹ
13- تیمور (لنگ)
14- جگت سنگھ کنور
15- چنگیز خان
16- حسن ہروی خواجہ
17- حسین بیگ بدخشانی
18- خان نواب شیخ فرید بخاری
19- خُرم شہزادہ
20- خسرو مرزا شہزادہ
21- خورد فیضی
22- دارا شکوہ
23- دانیال شاہ
24- دریا ملبھاس راجہ
25- دُلاّ بھٹی
26- دلآرام
27- رام داس راجہ
28- رائے سنگھ
29- رسالو راجہ
30- رنجیت سنگھ مہاراجہ
31- زین خان کوکلتاش
32- سرکپ راجا
33- سلطان مبارک شاہ
34- شاہ جہاں بادشاہ
35- شمس الدین اتگہ خان
36- شہریار مرزا
37- شہزادہ شاہ مراد
38- شیر افگن
39- ظہیر الدین بابر
40- عبدالرحیم
41- علی رائے حاکم
42- عمر شیخ مرزا
43- عہدِ اکبری کا نوروز
44- فرخ سیر
45- کیشوداش راجہ
46- مان سنگھ راجا
47- ماہم انگہ
48- مبارک خان حسنی
49- محمد کامران مرزا
50- محمود غزنوی
51- مدھکر راجہ

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol8 No.3 2024

52- مرزا جامی
53- مرزا حکیم
54- مرزا غیاث بیگ آف تہران
55- مریم زمانی
56- مسعود غزنوی
57- ملک ایاز
58- نادر شاہ
59- نرسنگھ دیو
60- نصیر الدین ہمایوں
61- نونہال سنگھ
62- ونتورہ جنرل

ادبی شخصیات

1- آر پی، ترپاٹھی
2- آغا محمد ابراہیم
3- ابنِ حسن
4- ابو الفرج
5- احمد ٹھٹھوی ملّا
6- امتیاز علی تاج
7- امیر خسرو
8- البیرونی
9- پطرس بخاری
10- حکیم عارف اہگی
11- ڈچ سیاح ڈیلیٹ
12- ذکاء اللہ مولوی
13- رحمان مذنب
14- رینارڈ
15- ساغر نظامی
16- سری کرشن کھتری کانپوری
17- سینٹ تھامس ہربرٹ
18- شبلی نعمانی
19- طاہر الدین منشی
20- عباس علی عباس دہلوی
21- عبد الحلیم شرر
22- عبد الحمید لاہوری
23- عبد القادر بدایونی
24- عبد اللہ چغتائی
25- عرفی شیرازی
26- عطائی معنوی جونپوری
27- علم الدین سالک
28- علی احمد نشانی
29- فیضی
30- کرنل گولڈنگ
31- کنہیالال
32- محمد باقر ڈاکٹر
33- محمد حسین آزاد
34- محمد دین فوق
35- محمد شاہ آبادی کاشمیری
36- محمد صالح کنبوہ
37- محمد صالح (مؤرخ)
38- محمد لطیف سید
39- محمود ہاشمی
40- مختار بنی قریشی
41- مصوّر
42- ممتاز علی مولوی
43- منشی شیام سندر لال نگم
44- منشی محمد سعید احمد مارہروی
45- میاں اختر جوناگڑھی
46- ناصر حسینؔ
47- نور احمد چشتی مولوی
48- نور احمد خان فریدی
49- نیاز فتح پوری ندوی
50- والہ داغستانی
51- وحید قریشی ڈاکٹر
52- ولزلے بیگ
53- ولیم روسٹر

مذہبی شخصیات

1- ابراہیم حاجی مفتی
2- امام حافظ ابو بکر
3- ایڈورڈ ٹیری پادری
4- بشپ آف مدارس
5- پادری ریورنڈ
6- جیسوٹ پادری لاہور
7- چیتنیہ بنگال
8- حسین عرب مالکی
9- حضرت عیسیٰؑ
10- حضرت میاں میرؒ
11- رامانند بھگت
12- سلیمانؑ
13- شاہ حسین لاہوری
14- شیخ احمد سرہندی
15- شیخ دانیال
16- شیخ عبد الغنی
17- عبد الرحمٰن مفتی و شیخ
18- عبد اللہ سلطان پوری مفتی
19- علی ہجویری سید
20- فرید گنج شکرؒ
21- کبیر بنارس
22- گرونانک (ننکانہ صاحب)
23- مریمؑ
24- معین الدین چشتی

25۔ مہاتمابُدھ
26۔ نامادیو
27۔ نظام الدین اولیاء
28۔ ہیرا وجے
29۔ وشنو (بھگوان)
30۔ ولبھ اچاریہ
31۔ یعقوب مانک پوری

سماجی شخصیات

1۔ آغا محمد ابراہیم
2۔ آہو چشم راگنی
3۔ اردشیر انی
4۔ امجد ریاض شاہ سید
5۔ انارکلی
6۔ انور کمال پاشا
7۔ انیس ناگی
8۔ اہل حرم کی لونڈیاں
9۔ ایس۔کے فیروز
10۔ اینڈی کلارڈ
11۔ باری ملک
12۔ بخت النساء بیگم
13۔ بخت النساء بیگم
14۔ بڈھا چوکیدار
15۔ برکت علی خان استاد
16۔ برن چارلر ہیو گل
17۔ بھاسکر راؤ بھاکلے
18۔ بہرام قلی
19۔ بھیم سین جوشی
20۔ بیج ناتھ عرف بیجو
21۔ بیگم انجم افضل
22۔ بیگمات اکبر
23۔ بینارائے
24۔ پاسبان عورتیں
25۔ پردیپ کمار
26۔ پرسلارائے
27۔ پروین سلطانہ
28۔ پریم نذیر
29۔ پھول بیگم
30۔ پُورن
31۔ پیچھاں
32۔ تاج الدین شیخ
33۔ تان سین
34۔ ترنگ خان
35۔ تنویر نقوی
36۔ جاوید حیات سردار
37۔ جسونت لال نندلال
38۔ جلوبائی
39۔ جہاں آراء
40۔ جہاں بیگم
41۔ جی۔اے گل
42۔ چاروائے
43۔ چائے والا بوڑھا شخص
44۔ چنارا شنکر چودھری
45۔ چوکس محررہ
46۔ حکیم احمد شجاع
47۔ حکیم احمد شجاع
48۔ حکیم رام کرشن
49۔ حکیم نابینا
50۔ حمید الملکی
51۔ حمیدہ بانو بیگم
52۔ خلیل قیصر
53۔ دلیپ چندرویدی
54۔ دلیپ کمار
55۔ دیو آنند
56۔ دیوان
57۔ دیوان شرر
58۔ ڈی بلموریہ
59۔ رابرٹ
60۔ راجا رسالو
61۔ راجکماری
62۔ رام داس بابا
63۔ رتن بائی
64۔ رشید عطرے
65۔ رفیع پیر
66۔ رکشے والا
67۔ رمیش سہگل
68۔ روبی میئر
69۔ ریاض شاہد
70۔ سازندہ خواتین
71۔ سپرد
72۔ سُدھیر
73۔ سراج الدین صاحب
74۔ سرجیت کور ڈاکٹر
75۔ سکھ بلوائی
76۔ سکھ
77۔ سلطان النساء بیگم
78۔ سلطان ہاشم

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol8 No.3 2024

79- سلمان مسعود
80- سلمان مسعود
81- سلیمہ سلطان بیگم
82- سنی
83- سوان سنگھ
84- سونیا(وکیل)
85- سیتادیوی
86- شارلٹ
87- شازیہ عرف شازی
88- شاہی طبیب
89- شکار بیگم
90- شکنتلا
91- شمس الدین خان
92- شمیم آراء
93- شہریار مرزا
94- شہزادہ خانم
95- شوکت حسین رضوی
96- شیخ دادن
97- شیخ فرید بخاری
98- شیراز علی حکیم
99- شیونرائن
100- صاحب جمال
101- صفیہ
102- ظہور بھائی
103- عبدالعلیم ڈاکٹر
104- عبدالکریم خان معمور
105- علی کوتوال
106- غلام بھیک نیرنگ
107- غلام علی خان بڑے
108- فخر امام شاہ
109- فرخ ستّار
110- کاپی، کلپی
111- کمار
112- کمال ایکٹر
113- کنچاکو
114- کے آر وجیا
115- کیدار شرما
116- کیدو
117- کیلنگ
118- گلبدن بیگم
119- گیتابالی
120- لوباخ ڈاکٹر
121- لیڈی پولیس آفیسرز
122- مادھولال
123- ماں دئی۔منڈی
124- مان بائی
125- مان متی
126- مایادیوی
127- محبوب خان
128- محمد امین مشہد
129- محمد ولی اللہ خان
130- مدن رائے وکیل
131- مدھوبالا
132- مدیحہ (نیلی آنکھوں والی
133- مرزا اعجاز بی
134- مرزا اور اُس کی بھابیاں
135- مسعود احمد(ڈائریکٹر)
136- معراج الدین نیرنگ
137- ملکہ جہاں بیگم
138- مہرالنساء
139- میاں چاند خان
140- میر نسیم ظفر
141- نادرہ بیگم
142- نانک جار
143- نائیک بخشو اور نور ماسٹر
144- نذیر برلاس
145- نرائن وسان جی ٹھاکر
146- نرگس
147- نصرت فتح علی خان
148- نکولا ومونوجی
149- نورجہاں
150- ہری داس سوامی
151- وشنو جی جوشی

اماکن

اماکن عربی لفظ ہے اس کی واحد مکان ہے اور مکن سے مشتق ہے۔ یہ اسم مذکر ہے اور اس کے اُردو معانی مکانات، مقامات، بستیاں اور جگہیں ہیں اور انگلش میں Develling, habitations, mansion or places, ہیں۔ مرزا حامد بیگ نے اپنے دستاویزی ناول میں بہت سے اماکن یعنی مقامات کا ذکر کیا ہے جن میں تاریخی مقامات، ہوٹل، ممالک، گزرگاہیں اور پاکستان کے کئی ایک شہروں کا ذکر ہے اس کے علاوہ بہت سی عمارات کا ذکر بھی ہے جن میں مغلیہ دور کی عمارات اور اُس کے بعد کی عمارات بھی شامل ہیں جہاں پر آج کل مختلف ادارے کام کر رہے ہیں۔ دریاؤں کا ذکر ہے تعلیمی اداروں کا تذکرہ ہے۔ موٹروے اور مختلف فلمی سٹوڈیوز اور کمپنیوں کے نام بھی درج ہیں۔ باغ، محلات، حرم سرائیں اور بہت سے مقبرے بھی ناول کے اوراق کی زینت بنے ہیں جن کا حروف تہجی کی ترتیب سے تفصیلی جائزہ درج ذیل ہے:

اماکن:

1۔ اپرٹوپا (مری)
2۔ اَپر مال (مری)
3۔ اٹک
4۔ اجمیر
5۔ اجین
6۔ اڑیسہ
7۔ اسلام آباد
8۔ اسمبلی ہال
9۔ افریقہ
10۔ اکبر کا مقبرہ
11۔ اکبری محل
12۔ آگرہ
13۔ امرتسر
14۔ امریکا
15۔ انارکلی کا باغ
16۔ انبالہ
17۔ انگلستان
18۔ اودے پور
19۔ ایجرٹن روڈ
20۔ ایران
21۔ ایسٹ انڈیا کمپنی
22۔ ایوبیہ
23۔ ایورنیو سٹوڈیو
24۔ باجوڑ
25۔ بادشاہی مسجد
26۔ بارہ دری
27۔ باڑیاں، نیلم
28۔ باغ خلیج خان
29۔ باغات و تالاب
30۔ بحیرہ عرب
31۔ بخارا
32۔ برائیٹ لینڈ ہوٹل
33۔ برلن
34۔ بلخ
35۔ بللکسز
36۔ بلوچستان
37۔ بمبئی
38۔ بنگال
39۔ بھاٹی گیٹ
40۔ بہار
41۔ بہاول پور
42۔ بھکر
43۔ بھیرووال
44۔ بھیرہ
45۔ بوگھی وال
46۔ بیکانر
47۔ پاکستان
48۔ پانی پت کا میدان
49۔ پٹنہ
50۔ پشاور
51۔ پنجاب
52۔ پنجند
53۔ پنڈی بھٹیاں
54۔ پھانسی گھاٹ
55۔ تبت
56۔ تخت ہزارہ
57۔ ترکستان
58۔ تفریح گاہ
59۔ تہران
60۔ تہہ خانے
61۔ ٹکسالی دروازہ / ٹکسال
62۔ ٹی ایم او آفس
63۔ جالندھر
64۔ جرمنی
65۔ جلال آباد
66۔ جمنا / جمنا دریا
67۔ جہلم
68۔ جھنگ
69۔ جودھ پور
70۔ جوگی محلہ
71۔ جیسلمیر
72۔ چائے خانہ

73- چکری
74- چونامنڈی
75- حاجی پور
76- حرم سرا
77- حسن ابدال
78- حضوری باغ
79- حیدر آباد
80- خالصہ کالج
81- خانقاہ ڈوگراں
82- خیر پورہ
83- دامن کوہ
84- درہ خیبر
85- دریائے راوی
86- دکن
87- دلی
88- دھرم پورہ
89- ڈبلیو زیڈ احمد سٹوڈیو
90- راجوڑی
91- راولپنڈی
92- رچنابلاک
93- روہڑی
94- ریڈ ہاؤس
95- سان فرانسسکو
96- ساندل بار (فیصل آباد کا قدیم نام)
97- سبزہ زار (بلوچستان)
98- سری نگر
99- سکندرہ
100- سکھے کی سورس ایریا
101- سلطان پورہ
102- سمر قند / ریگستان
103- سمن آباد
104- سنت نگر
105- سنگھ پورہ
106- سوات
107- سورت کی بندر گاہ
108- سیال موڑ
109- سیالکوٹ
110- سیت پور
111- سید پور
112- سینٹ جانز کتھیڈرل
113- شادی وال
114- شام نگر
115- شاہ برج
116- شاہ نور سٹوڈیو
117- شاہدرہ
118- شاہی برج / لال برج
119- شاہی مسجد
120- شیش محل
121- عمر کوٹ
122- غزنی (خراسان)
123- فارس
124- فتح پور سیکری
125- فرغانہ
126- قلعہ اٹک
127- قلعہ دین پناہ
128- کاٹھیاوار
129- کالووال
130- کامبے
131- کپور تھلہ ہاؤس
132- کراچی
133- کرناٹک
134- کشمیر
135- کلکتہ
136- کہف غار
137- کوٹ سرور
138- کوٹ مومن
139- کیلیفورنیا
140- کینٹرڈ کالج
141- گذارن
142- گلشن راوی
143- گوالیار قلعہ
144- مستی دروازہ
145- موتی مسجد
146- نولکھا محل
147- الٰہ آباد
148- ہیڈ بلوکی
149- واربرٹن

مرزا حامد بیگ کا ناول "انار کلی" مکمل سوانحی دستاویزی ناول ہے۔ اس ناول کا مطالعہ / تحقیق مختلف رجحانات کے تحت کیا گیا ہے۔ کبھی آپ بیتی تو کبھی انار کلی یا مغلیہ سلطنت کا نام دیا گیا، کبھی نان فکشن، کبھی دستاویزی تو کبھی سوانحی ناول کیا گیا۔ ان تمام رجحانات کو یکجا کر کے تو یہ سوانحی ناول دستاویزی بنتا ہے۔ بڑے ناول کو کبھی کسی ایک فریم میں فٹ نہیں کیا جا سکتا وہ ہمہ جہت پہلوؤں کا حامل ہوتا ہے۔

یہ ناول ایک کہانی کی صورت میں لکھا گیا ہے۔ مرزا حامد بیگ نے اس ناول کو جس طرح مختلف کرداروں کے مابین انار کلی اور مغلیہ سلطنت کے نشیب و فراز کو بیان کیا ہے۔ وہ انداز سب سے جداگانہ ہے۔ انھوں نے مختلف کرداروں کا احوال اُن کی اپنی زبانی سنایا ہے چونکہ یہ ناول نہ تو فصول میں تقسیم ہے نہ ابواب بندی ہے۔ اس ناول میں مختلف کردار، مختلف روپ میں مغلیہ عہدِ اکبری و جہانگیری کے احوال کی کہانی زبانی پیش کرتے ہیں۔ اس کا مقصد یہ

ہے کہ اُس عہد کی فضا اور ماحول کو تخلیق کیا جاسکے اور مصنف نے یہ ناول ایک زندگی سے بھرپور حقیقت کے ساتھ تخلیق کیا ہے اور قاری محسوس کرتا ہے کہ وہ اُسی عہد میں ایک زندہ وجود کے ساتھ جاگتی حقیقت کی طرح ہے اور اسی اندازِ بیاں کی بدولت مصنف اُس عہد کی تصویر لفظوں کے سہارے تخلیق کرنے میں کامیاب دکھائی دیئے ہیں۔ ماضی حال کے ساتھ آملتا ہے۔ تاریخ کے دُھند سے کچھ شبیہیں ابھرتی ہیں۔ انار کلی، دل آرام، بادشاہ اکبر، بادشاہ جہانگیر، فیضی خورد، ابوالفضل یعنی نورتن اور بہت سی مذہبی شخصیات، ادبی شخصیات، سیاسی شخصیات کے چہرے تاریخ کے آئینوں سے جھانکتے نظر آتے ہیں۔

انار کلی کی پینٹنگ سے ابھرنے والا یہ ناول اپنی مثال آپ ہے۔، انار کلی کس طرح دربارِ اکبری میں آئی، حرم سرا کا حصہ بنی، شہزادہ سلیم کی محبوبہ اور اکبر کی باندی رہی اور کس عبرتناک انجام کو پہنچی یا شاید یہ ایک کہانی تک ہی محدود رہی۔ حقیقت اس کے برعکس تھی اور اگر ایسا ہے تو پھر انار کلی کہا دفن ہے۔ اُس کا ڈھانچہ کیا وہیں پر ہے۔ جہاں اُس کی قبر / مزار ہے اور اس ناول کی آپ بیتی کے مرکزی کردار مرزا شہریار بیگ، شازیہ حیات عرف شازی (انار کی کلی) ہیں جن کی سوانح اس ناول کی تاریخ کے ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ اس ناول کو ہم تاریخی ناول بھی کہیں تو بے جا نہ ہو گا۔

یہ ناول معاشرے میں عورت کے مقام اور اُن کے حقوق کے لیئے آواز بلند کرنے اور عملی کوشش کرنے کا حامل ہے۔ یہ روشن خیالی کی پذیرائی کرتا ہے۔ مرکزی کردار جو کہ ابتدا میں پسِ منظر میں رہتے ہیں مگر آگے چل کر اُن کی زندگی کی کہانی بھی شامل ہو جاتی ہے۔

مرزا حامد بیگ کا ناول ”انار کلی“ اُسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جس نے آنے والے اُردو ادبا کے لیئے ایک نئی راہ متعین کر دی ہے۔ وہ مروجہ تکنیک اور اصناف کی قید سے آزاد ہے۔ اس لیئے ناول کو انھوں نے مختلف اصناف کی ذیل میں رکھا ہے۔ اصل میں مرزا حامد بیگ نے ماضی و حال کو یکجا کر کے ایک انوکھی منفرد چیز اُردو ادب کو دی ہے۔

ناول صرف داستانِ حیات ہی نہیں بلکہ اس میں مغلیہ خاندان کی ایک تاریخ رقم کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔ اُردو ادب میں ایسی تخلیقات کا رواج نہیں تھا جس میں تاریخی حقائق کو اس طرح دستاویزی انداز میں پیش کیا جاسکے۔ چونکہ ہمارے ہاں ناول کا تصور ہے یا آپ بیتی کا دونوں کو یکجا اور دستاویزی ناول میں پیش کرنے کی حقیقت سے ہم ابھی دور ہیں لیکن مصنف کی ایک بھرپور کوشش نے بہت سے روشن دروا کر دیئے ہیں۔ یہ تحقیق کے ساتھ ساتھ ایک تخلیقی کاوش بھی ہے۔ تاریخی حقائق کی دستاویزات کا ایک خزانہ ہے مصنف کے تاریخی شعور اور اُن کی فنی پختگی کا اعلیٰ اور بے مثال نمونہ ہے۔ اس ناول کا ایک اور دستاویزی انداز یہ ہے کہ مصنف نے تحقیقی مقالے کی طرح حوالے اور دلیل سے لکھا ہے اور یہ ناول کی دستاویزات کی ایک اور منفرد مثال ہے۔

یہ ناول مغلیہ عہد کی تاریخ و تہذیب، رسومات، مذہب اور دیگر حقائق کو پیش کرتا ہے۔ اس ناول میں مصنف اپنی تاریخی شعور کی بنیاد پر تخلیقی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتا ہوا کہیں افسانوی رنگ اپناتا ہے تو کہیں داستان اور قصّے کا کہیں سیاسی تبصرے ہیں تو کہیں ادبی تذکرے اور کہیں تخیل اور افسانہ غالب نظر آتا ہے۔

انسان ایک معاشرتی حیوان ہے جس کی وجہ سے وہ اکیلا کہیں بھی زندگی گزارنے کا سوچتا ہی نہیں وہ ہمیشہ گروہ، خاندان، قبیلے سے ایک معاشرے کو تشکیل دے کر اپنی زندگی گزارتا ہے جہاں پر اُس کی زندگی میں بہت سے لوگ معاون و مددگار رہتے ہیں جو کہ اُس سے یا اُس سے متعلقہ کاموں میں اُس کی مدد کرتے ہیں اور یوں زندگی بسر ہوتی ہے۔ مرزا حامد بیگ نے اپنے دستاویزی ناول میں بہت سے ایسے کرداروں پر روشنی ڈالی ہے جس کی مدد سے یہ ناول تکمیل کا پہنچا ہے۔ ان میں معروف سماجی کردار بھی ہیں اور غیر معروف بھی، ان سماجی کرداروں کی کہانی اپنی جگہ مکمل ہوتی ہے اور ساتھ ہی انار کلی کی کہانی بھی بیان کی ہے اور بھرپور کوشش کی گئی ہے کہ ہر کردار کو ناول میں ایک لیول سے رکھا گیا ہے جس میں مرزا حامد بیگ کافی حد تک کامیاب بھی رہے ہیں، کیا خوبصورت جوڑ ہے۔ ایک انار کلی کی کہانی، ایک انار کی کلی کی کہانی۔

حوالہ جات

1۔ مرزاحامد بیگ:"انارکلی"علم وعرفان پبلشرز،لاہور،اگست 2022ء،ص24
2۔ ایضاً،ص۴۱
3۔ ایضاً
4۔ حضرت شیخ مخدوم علی ہجویری:"کشف المحجوب(اردو)"خواجہ محمد اسلام،لاہور،س ن،ص
5۔ مرزاحامد بیگ:"انارکلی"ص43
6۔ ایضاً
7۔ مولوی محمد فدا علی طالب:"آئین اکبری میں اقوال"سنگِ میل پبلی کیشنز،لاہور،1988ء،جلد دوم،ص 371
8۔ مرزاحامد بیگ:"انارکلی"ص۴۵